اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

رسالہ مؤلفہ سید اظہر علی صاحب ساکن قصبہ سہپوند موسوم

اثبات المتعہ

باہتمام بابو مرلیدھر صاحب مہتمم مطبع

در مطبع النوادر مصدر آگرہ طبع گردید

۱۹۸۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا و منقبت ائمہ ہدا علیہم التحیۃ و الثنا کے مخفی نرہے
کہ مولوی عبد الصمد صاحب ساکن سہسوان ضلع بداون نے شہر اٹاوہ مین
شیخ فدا حسین صاحب ساکن اٹاوہ سے وعدہ کیا تھا کہ مین حرام ہونا متعہ
نساء کا قران اور احادیث سے ثابت کرونگا اٹھہ مہینے تک شیخ صاحب موصوف
نے انتظار کیا لیکن مولویصاحب نے تحریر فرما کر کچھہ نہ بہیجا اس عرصہ مین شیخ فدا حسین
صاحب نے پہر مولویصاحب سے بالمشافہ کہا اسوقت وہ برہم ہوے ا
ہونا متعہ کا تو وہ کیا ثابت کرتے لیکن سوا اسکے اور خرافات ایک جاہل کے
نام سے تحریر کرکے بہیجی کہ جو مولویصاحب کی عدم تحقیق پر دلالت کرتی تہی ا
مولویصاحب کو تو کیا معلوم تھا غالب ہے کہ طعن السنان سے استنباط کرکے
وہ خرافات لکہی اور یہہ نہ دریافت کیا کہ یہہ راست ہین یا دروغ ہین اور کسی اسکا جواب
بہی لکہا ہوگا یا نہین اور ہرچند ہمکو جواب اسکا تحریر کرنا ضرور نہ تھا کہ سوال دیگر جواب
دیگر لیکن بتکلیف بعضی برادران ایمانی یعنی سید مظہر حسین صاحب وکیل و شیخ

ظہور حسین صاحب وکیل و منشی سید غلام عباس صاحب رئیس و سید غلام شبیر صاحب وکیل و امیر علیصاحب و میر واحد علیصاحب و سید احمد علیصاحب و سید ممتاز علی صاحب و نواب علیصاحب و نیز نظر بر آن کہ کوئی نادان گمان کرے کہ کسیکو اسکا جواب نہ آیا اسواسطے اونکی خرافات کے جواب مین کچھہ مختصر سا تحریر کرتا ہون

قال الاشعری میر فدا حسین صاحب مہتم الخمر عصمہ اللہ من الرجس اقول داب شرفا سے بہت بعید ہے کہ کسی شریف کو ایسے القاب قبیحہ سے یاد کرے اور اہتمام خمر کا تم اُن پر کیا طعن کرتے ہو تمہارے مشرب مین تو نوشجان کرنا خمر کا جائز ہے اور پینا اوسکا تمہارے امام اعظم کے نزدیک حلال ہے جب تک کہ کف نہ پیدا کرے اگرچہ نشہ کرے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے فخمر العنب المسکر لیس بحرام ما لم یقذف بالزبد عند ابی حنیفہ وان اسکر حاصل یہہ کہ شراب انگور نشہ لانیوالی کی حرام نہین ہے جب تک کہ کف نہ لاے نزدیک ابو حنیفہ کے اگرچہ نشہ کرے اور بوزہ بھی امام اعظم کے نزدیک حلال ہے چنانچہ کتاب اختلاف الایمہ رحمتہ للامتہ مین لکھا ہے والفقاع حلال یجوز نشربہ یعنی بوزہ حلال ہے جایز ہے پینا اوسکا اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ اوسکا پینیوالا حد نہین مارا جاتا ابو حنیفہ کے نزدیک قال الاشعری بعد مالیوں کے واضح ہو کہ بندہ کا یہہ اسلوب نہین ہے کہ کسیکی مذہب کی معائب و مثالب کو بلا کسی چھیڑ چھاڑ کی فاش کرے چونکہ آپنی خواہ مخواہ ہمکو اس امر پر مجبور کیا لھذا ہم بھی بحکم المجبور معذور کچھہ لکھتے ہین اقول ہمارے مذہب کے معائب کو آپ کیا فاش کرینگے ہمارے مذہب مین کوئی عیب ہی نہین ہے

اپنی مذہب کی خبر لو کہ اوسمین کیسی کیسی عیوب داخل ہین چنانچہ معلوم ہوگا اور ہمنے
چھیڑ چھاڑ کچھ ایسی نہین کی ہے پہلے آپ ہی نے خود وعدہ کیا تھا شیخ فدا حسین صاحب
سے متعہ کے اثبات حرمت کا اور وہ آپ سے ظہور مین نہ آیا اور شیخ فدا حسین صاحب
تو بموجب وعدہ آپ کے طالب ہوے تہی اونہون نے ابتدا چھیڑ چھاڑ کی نہین کی اور جو
کچھ آپنے لکھا ہے اوسکا جواب آپکے لئے موجود ہے قال الاشعری آپ جو ہمسے
عدم جواز متعہ کا ثبوت طلب کرتے ہین یہہ عجیب بات ہے کیونکہ مانع سے دلیل
نہین طلب کیجاتی ہے بلکہ اوسکو احتمال کافی ہے المانع یکفیہ الاحتمال
اقول آپ سے عدم جواز متعہ کا طلب کرنا عجب نہین ہے اسلئے کہ آپنے
اوسکے اثبات عدم جواز کا دعوی کیا تھا اور آپ مانع ہرگز نہین ہین بلکہ آپ مدعی
عدم جواز کے ہین اور مانع تو آپ اوسوقت ہوسکتے تہی کہ جب شیخ فدا حسین صاحب
دعوی کرتی اوسکی اثبات جواز کا اور دعوی تو آپہی کیا ہے عدم جواز کا اور وہ آپسے ثابت نہو سکا تو
گریز کر کے یہہ عذر بیجا نکالا کہ ہم مانع ہین اور مانع کو احتمال ہے کفایت کرتا ہے قال
الاشعری ثبوت آپکے ذمہ ہے کیونکہ آپ مدعی جواز ہین اقول ہر چند ہم مدعی
جواز ہین لیکن شیخ فدا حسین صاحب نے وعدہ اوسکے اثبات جواز کا نہین کیا
اور آپنے اثبات عدم جواز کا وعدہ کیا تھا اسواسطے اوسکا اثبات آپکے ذمہ لازم
تہا اور ہر چند ہمنے وعدہ اثبات جواز کا نہین کیا لیکن تبرکاً تیمناً کتب اہلسنت سے
اوسکو ہم علی سبیل الاختصار ثابت بھی کردیتے ہین قال اللہ تعالی فما
استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ یعنی پس جو عورت
کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتھہ اوسکے اوان عورتونمین سے پس دو تم اجورہ اونکا مقرر

کیا ہے اس ایت سے متعہ کئی وجہ سے ثابت ہے ایک تو یہہ کہ اکثر مفسرین اہلسنت نے اتفاق کیا ہے کہ یہہ ہی آیت کہ جو بالفعل قرآن مین موجود ہے قطع نظر دوسری قرارت کے متعہ کی مباح ہونی مین نازل ہوئی ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ **نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ولم ینزل بعدھا آیۃ تنسخہا** یعنی نازل ہوئی ہے آیت متعہ کی کتاب خدا مین اور نہ نازل ہوئی بعد اوسکے ایسی کوئی آیت کہ منسوخ کردے اوسکو اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک مین اور مخشری نے تفسیر کشاف مین یون لکہا ہے کہ یہہ آیت متعہ مین نازل ہوئی ہے اور زاہدی نے تفسیر زاہدی مین لکہا ہے کہ بذکر ابسر گفتہ و مہر و مدت اتفاق نافت دلیل آنست کہ مراد متعہ است اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منثور مین روایت کی ہے **فما استمتعتم بہ منہن** یعنی نکاح المتعہ اور ایک وجہ یہہ ہے کہ یہہ آیت موافق قرأت اکثر اصحاب کے اس طور سے تہی کہ **فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی فآتوھن اجورھن فریضہ** یعنی جس کسی سے کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتہہ اوسکے اون عورتون سے ایک مدت معین تک پس دو تم اونکو اجورہ اونکا کہ فرض ہے چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ ابی ابن کعب نے اور ابن عباس نے اس ایت کو اسی طرح پڑہا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین حبیب ابن مطاہر سے روایت کی ہے اور مخشری نے کشاف مین لکہا ہے کہ ابن عباس نے اس ایت کو اسطرح پڑہا ہے اور حاکم نے مستدرک مین لکہا ہے کہ ابو سلمہ کہتا تہا کہ سنا مینے ابو نضرہ کو کہ کہتا تہا کہ ابن عباس نے اس ایت کو اسطرح پڑہا ہے اور کہتے تہے ابن عباس کہ واللہ خدا نے

تعالی نے اس آیت کو اسیطرح نازل کیا ہے اور بغوی نے تفسیر معالم التنزیل
مین اسی روایت کو بیان کیا ہے جب اسقدر علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت
مین الی اجل مسمی بھی تہا تو اب سوا تمتع کے اور کچھ نہین ہوسکتا اور صحیح مسلم
مین لکھا ہے کہ عطا کہتا تہا کہ جابر ابن عبداللہ واسطے بجا لانے عمرہ کے
مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور لوگ اونسے مسایل پوچھتے تھے یہان تک کہ متعہ کو
بھی پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ استمتعنا علی عہد رسول اللہ وابی بکر
وعمر یعنی متعہ کیا ہمنے زمانہ رسول خدا صلعم اور ابو بکر اور عمر مین یعنے جب تک کہ عمر نے
منع نہین کیا تہا اور ابو الزبیر نے مجکو خبر دی ہے کہ کہتا تہا سمعت جابر بن
عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقیق الایام علی
عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر حتی نھی عمر عمرو بن الحریث یعنی
سنا مینے جابر کو کہتا تہا کہ متعہ کرتے تھے ہم ساتھ ایک مٹھی کے خرما اور آٹے سے
دنون مین تک زمانہ مین رسول خدا صلعم اور ابو بکر کے یہان تک کہ منع کیا عمر نے
عمرو بن حریث کو اور عینی شارح صحیح بخاری نے ابو سعید خدری اور جابر سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ انا تمتعنا الی نصف خلافة عمر حتی منع عمر الناس فی
شان عمرو بن الحریث یعنی تحقیق تمتع کیا ہمنے نصف خلافت عمر تک یہان تک
کہ منع کیا عمر نے آدمیونکو بیچ شان عمرو بن حریث کے اور جلال الدین سیوطی نے
تفسیر در منثور مین اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر مین اور نیشاپوری نے اپنی تفسیر
مین لکھا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ لولا ان عمر نھی عن المتعة ما زنی الا شقی
یعنی اگر یہہ بات نہوتی کہ تحقیق عمر نے منع کر دیا ہے متعہ کرنے سے تو سوا اشقی

کے کوئی زنا نکرتا اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہے اور ابن عباس سے روایت کی
ہے کہ انہون نے فرمایا ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا امۃ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فلولا نہیہ عنہا ما زنی الا شقی الا قلیل
یعنی تہا متعہ مگر رحمت کہ رحم کیا تہا خدا تعالی نے ساتہہ اوسکے امت محمد صلعم
کو اور اگر نہ منع کرتا اوس سے عمر تو نہ زنا کرتا مگر شقی یعنی تہوڑے آدمی اس طرح کے
روائیتین اہلسنت کی کتابون مین کثرت سے ہین لیکن واسطے اختصار کے اسی قدر لکہی
گئی اور اون روائیتون سے معلوم ہوا کہ متعہ بحکم خدا مباح تہا لیکن عمر نے اپنی
خلافت مین اوسکو اپنی رای سے منسوخ کردیا اور رسول خدا صلعم کی زمانہ مین
وہ منسوخ نہوا تہا چنانچہ روایات مذکورہ سے ثابت ہوا اور تفسیر کبیر مین اور تفسیر
ثعلبی مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ کہا کہ نزلت ایۃ المتعۃ فی کتاب اللہ
ولم تنزل بعدہا ایۃ تنسخہا وامرنا بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وتمتعنا معہ ومات ولم ینہ عنہا ثم قال رجل برایہ یعنی کہا
عمران بن حصین نے کہ نازل ہوئی ایت متعہ کی کتاب خدا مین اور نہ نازل
ہوئی بعد اوسکے کوئی ایسی آیت کہ منسوخ کردے اوسکو اور حکم کیا تہا ہمکو ساتہہ
اوسکے رسول خدا صلعم نے اور متعہ کیا ہمنے ساتہہ اوسکے یعنی زمانہ مین انحضرت
کی اور وفات پائی اوس حضرت نے اور نہ منع کیا اوس متعہ سے پہر کہا ایک مرد نے
ساتہہ رای اپنی کے یعنی عمر نے متعہ کو حرام کردیا اور عمر نے جو متعہ کو منع کیا ہے
تو اونکی منع کرنیکی روائیتین کتب اہلسنت مین کئی طرح کے مرقوم ہین بعضی روایات
لکہتا ہون اور باقی کو اوسپر قیاس کرلینا چاہیے کتب احادیث صحاح مین اور

تفسیر کبیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ روی عن عمر قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین
فی عہد رسول اللہ و انا انہی عنہما متعۃ الحج ومتعۃ النساء یعنی روایت
کی گئی اس طرح کہ تحقیق عمر نے کہا اوپر منبر کے کہ دو متعہ تھی مشروع یعنی حلال زمانہ
رسول خدا صلعم مین اور مین منع کرتا ہون اون دونون سے ایک تو متعہ حج ہے اور
دوسرا متعہ زنان اور بعضے روایت مین اہل سنت کے آیا ہے کہ عمر نے کہا انا احرمہما
واعاقب علیہما یعنی مین حرام کرتا ہون اون دونون کو اور عذاب کرتا ہون اون
دونون پر اس روایت سے معلوم ہوا کہ دونون متعہ رسول خدا صلعم کے زمانہ مین
حلال تھے اور منسوخ نہین ہوے تھے لیکن عمر نے اونکو حرام کر دیا اور علامہ قوشجی
نے شرح تجرید مین اور ملا سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ
ان عمر صعد المنبر وقال ایہا الناس ثلث کن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وانا انہی عنہن واحرمہن واعاقب علیہن متعۃ الحج و متعۃ
النساء وحی علی خیر العمل یعنی تین چیزین ہین کہ جو رسول خدا صلعم کی زمانہ مین
حلال تھین اور عمر نے اونکو حرام کیا متعہ حج اور متعہ زنان اور حی علی خیر العمل اذان
مین کہنا اور جو کچھ کہ تاویلین عمر کے قول مین کرتے ہین وہ سب لچر اور واہی ہین اور
بدیہی بات کا انکار کرنا ہے ... اور جواب سب کا مرقوم ہے اور سواے اسکے یہہ بات
ہے کہ غیر معصوم کے قول مین تاویل نہین ہوسکتی چنانچہ ملا علی قاری نے اپنے
رسالہ مین لکھا ہے اور جب مریدان عمر نے دیکھا کہ عمر نے متعہ کو حرام کیا ہے اور
رد کرنا حکم خدا کا کفر ہے تو واسطے اصلاح حال عمر کی اپنی طرف سے طرح طرح کی
رواتین بنائین کہ متعہ رسول خدا ہی کے زمانہ مین منسوخ ہوگیا تھا اور

جو لوگ کہ اصحاب رسول خدا مین سے کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہوا انکو منسوخ ہونیکی خبر نتھی اور منسوخ ہونا صحیح جو نہین ہے تو کبہی تو کہتے ہین کہ تین۳ روز کے واسطے مباح ہوا تھا اور کبہی کہتے ہین کہ خیبر مین متعہ اور گوشت خر اہلی حرام ہوا اور اوطاس مین پہر مباح ہوا اور پہر حرام ہوا اور فتح مکہ مین اور حجۃ الوداع مین مباح ہوا غرض یہہ ہے کہ صحیح ایک قول بہی نہین ہے طرح طرح سے ایجاد کر کے کہتے ہین اور خیبر مین اوسکے حرام ہونیکا قول اگر تسلیم کیا جاے تو پہر اوس سے فائدہ اہل سنت کو نہین ہے اسواسطے کہ فتح مکہ اور حجۃ الوداع کہ یہہ خیبر کے بعد ہین ان دونون مین مباح ہونیکی روائتین موجود ہین چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے پہر خیبر مین حرام ہونے سے کیا فائدہ اب دیکہو کہ ہمنے متعہ کے ہونیکو اہل سنت کے کتابون کی روائتون سے ثابت کر دیا ہے اگر تمکو کچہہ غیرت ہے تو تم شیعون کی کتابون سے اوسکا عدم جواز ثابت کرو اور تمہاری روائتین جو کچہہ اسکے عدم اباحت یا منسوخ ہونے پر دلالت کرتے ہین وہ سب موضوع اور دروغ ہین کہ حضرت عمر کی رعایت کے واسطے بنائے گئے ہین شیعون کے مقابلہ اون روائتون کا ذکر کرنا بڑی حماقت کی بات ہے قال الاشعری نے سنے بلکہ انکی اکابر متعہ کے قریب بوجوب ہونیکی مقر ہین جیسا کہ خلاصۃ المنہج مین لکھا ہے کہ متوعہ سکے لینے مین حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے اور ہر شہوت کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو بغیر متعہ کے مرگیا قیامت کے روز بدشکل اوٹھیگا اور ناک اوسکی کٹی ہوگی

اقول واجب اور قریب بوجوب تو ہمارے نزدیک متعہ نہین ہے بلکہ مستحب ہے اور جو اعمال کہ سنت ہوتے ہین اونکے بجا لانے مین ایسا ہی بے حد وحساب

ثواب ہوتا ہے اور واسطے ترغیب کے نہایت مبالغہ اونکے ثواب مین ہوتا ہے
اور اسمین کچھہ خصوصیت شیعون کی نہین ہے بلکہ اہل سنت کی کتابون مین ایسا
بلکہ اس سے زیادہ موجود ہے کہ فعل قلیل پر ثواب کثیر ملتا ہے لیکن اس مبالغہ
کرنے سے وہ فعل واجب نہین ہوجاتا ہے اپنے گھر کی تو خبر نہین دوسرون پر اعتراض
کرتے ہین دیکھو پیر دستگیر اہل سنت کی کتاب غنیۃ الطالبین مین لکھتے ہین کہ رسول
خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے روز اپنی زوجہ سے مجامعت کرے اور نماز
نماز جمعہ کو جاوے تو اوسکو ہر قدم پر ثواب سال بھر کے روزیکا اور تمام سال
کی نماز کا ہوگا اور اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ جو شخص ماہ رجب مین نو روزہ
رکھے تو وہ جسوقت کہ قبر سے نکلیگا تو نور اوسکے مونہہ کا تمام اہل محشر کو روشن کر دیگا
اہل محشر کہین گے کہ یہہ پیغمبر برگزیدہ ہے اب انصاف کرنا چاہیے کہ بعضے فساق بھی
رجب مین روزہ رکھتے ہین کیا مثل پیغمبر برگزیدہ کے ہوجاتے ہین اور ایسے ہی مبالغہ سے
کیا یہہ عمل قریب بوجوب ہوگیا یہہ تو ثواب مین متعہ سے بھی بہت بڑہکر ہے اور مشکوۃ
مین انس سے روایت ہے کہ جو شخص چاہے کہ خدا سے ملاقات کرے پاک اور
پاکیزہ ہوکر گناہون سے تو حرائر سے یعنی آزاد عورتون سے نکاح کرے اب دیکھو
ثواب تزویج حرائر کا محض کہ حظ نفس اور شہوت رانی ہے کہانسے کہان تک پہونچا
کہ گناہون سے بالکل پاک ہوگیا اور متعہ مین یہہ بات کہان ہے اور جناب رسولخدا
صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کو جاوے اور میری زیارت اوسنے نکی تو مجھہ پر جفا
اوسنے کی سو حضرت کے روضہ کی زیارت نکرنے سے آدمی کافر نہین ہوجاتا ہے
اور جفا کرنی اون حضرت پر کفر ہے اور جب کافر ہوگیا تو ہوسکتا ہے کہ قیامت

کے روز بشکل اور نکٹ ہو کر اوٹھی سو حضرت نے بہہ مبالغہ فرمایا ہے اور ایسا ہی متعہ مین مبالغہ ہے واسطے ترغیب کے اور حقیقت مین تارک متعہ بشکل اور نکٹ ہو کر نہ اوٹھیگا اور سوائے اسکے یہہ ہے کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ یہہ واسطے اوس شخص کے فرمایا ہے کہ جو کوئی منکر متعہ کا ہو وہ قیامت کے روز ایسا اوٹھیگا نہ اوسکا مباح جانیوالا قال الاشعری اب خیال فرمائی کہ آپ کے مذہب مین متعہ کی دو قسم ہین اول متعہ دوریہ دویم متعہ وحدانیہ تعریف متعہ دوریہ کی یہہ ہے کہ ایک عورت سے دس بیس شیعہ ملکر متعہ کرین اور اپنی اپنی باری اوسکے ساتھہ جماع کرین جیسا کہ صاحب مصائب النواصب نے لکھا ہے اور قسم ثانی اوسکو کہتے ہین کہ ایک شخص متعہ کرے اقول ہمارے مذہب مین متعہ کی ہرگز دو قسم نہین ہین بلکہ ایک ہی قسم ہے کہ جو ایک شخص کرے اور متعہ دوری ہمارے نزدیک باطل ہے اور ایکو وکثرت سے کتابین شیعونکی مذہب کے فقہ کی ہندوستان مین موجود ہین اور مسائل متعہ اونمین موجود ہین لیکن متعہ دوریکی صورت کسی کتاب مین نہین اور نہ اس متعہ کا کہین ذکر ہے اور صاحب مصائب النواصب مجتہد نہتی البتہ مناظرہ مین انکو مبت دخل تھا اور یہہ مصائب النواصب بھی مناظرہ ہی کی کتاب ہے ایک ناصبی کے جواب مین فقہ کی کتاب نہین ہے اور مسئلہ فقیہ اگر فقہ کی کتاب مین ہو اور لکھا ہو کہ فلانے مجتہد کے نزدیک اس طرح سے ہے تو اوسکا اعتبار ہوتا ہے اور مصائب النواصب مین اگر لکھا بھی ہے تو اوس عورت سے لکھا ہے کہ جو عورت بڑے سن کی ہو اور حیض آنا اوس سے اور بچہ جنا موقوف ہو گیا ہو سو ایسی عورت مین از روے شرع کے کیا قباحت ہے اور احتیاط

اس امر کی اوسوقت ہوتی ہے کہ عورت کو حیض آتا ہو اور بچہ جنتی ہو کہ نطفہ ایک
شخص کا دوسرے شخص کے نطفہ سے مشتبہ نہو جاوے اور اسواسطے اوسکے لئے
عدہ مقرر ہوا ہے ورنہ عدہ کی کیا احتیاج تہی اور جو ایسے بڑے سن کو پہونچی ہو
کہ حیض اور جننا اوسکا بند ہو گیا ہو تو اوس عورت کو عدہ مین بیٹھنے کی احتیاج نہین ہے
چنانچہ خداے تعالی فرماتا ہے واللائی یئسن من المحیض من نساءکم ان
ارتبتم فعدتہن ثلثة اشہر اس سے معلوم ہوا کہ اگر شک ہو کہ حیض عورت
کا معلوم نہین کہ سن کے زیادہ ہونے سے بند ہوا ہے یا کسی عارضہ سے تو عدہ
اوسکا تین مہینہ ہین اور اگر شک نہو بلکہ سن کے تقاضے سے حیض کے بند ہونیکا
یقین ہو تو اوسپر عدہ نہین ہے اور یہی مذہب اکثر علما کا ہے اور خداے تعالی
نے بہی اسیواسطے اوسکے عدہ کو بیان نہین کیا ہے اور جب عدہ اوسکے واسطے
نہوا تو پہر باعتبار شرع کی متعہ دوریہ مین بفرض تسلیم کیا قباحت ہے لیکن [illegible]
کو اپنے مذہب کی خبر نہین ہے کہ اونکے مذہب مین نکاح دوری جایز ہے اور اسکے
بہی قید نہین ہے کہ زیادہ سن کی ہو بلکہ بیس پچیس برس کی ہو تو بہی یہہ صورت جایز
ہے امام زفر کے نزدیک چنانچہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ مین لکھا ہے اگر کوئی عورت
طاقت رکھتی ہو تو ایک دن مین بیس پچیس مردون سے نکاح کرکے مجامعت کرواسکتی
ہے ہر ایک شخص کی وار سے اور صورت اوسکی یہہ ہے کہ زید اپنی زوجہ کو طلاق
بائن دیوے اور اوسی عدہ مین اوس سے پہر نکاح کرے اور مجامعت سے
پہلے اوسکو طلاق دیوے تو زفر کے نزدیک اس صورت مین عدہ اوس سے
ساقط ہے اور اوسوقت جایز ہے اوس عورت کو کہ عمرو سے نکاح کرلیوے اور

اگر بھی اوس سے مجامعت کرکے طلاق باین اوسکو دیوے اور عدہ مین بعد ایک گھڑی کے اوس سے نکاح کرلیوے اور قبل مجامعت کے پھر اوسے طلاق دیوے تو جایز ہے اوس عورت کو کہ موافق مذہب زفر کے عدہ مین نہ بیٹھی اور پھر اوسیوقت پھر زید سے یا بکر سے نکاح کرلیوے اور جب بکر سے نکاح کریے تو بکر بھی اگر اوس نے مجامعت کرکے طلاق باین دیوے اور بعد ایک گھڑی کے عدہ مین پھر نکاح کرکے مجامعت سے پہلے طلاق دیوے تو وہ عورت موافق مذہب امام زفر کے عدہ مین نہ بیٹھی اور اوسیوقت زید سے یا عمر یا خالد سے نکاح کرلیوے اور مجامعت کروالے اسی طرح جسقدر اوس عورت مین طاقت ہے یا تو اونہین شخصون سے ایک کے بعد دوسرے سے یا ہر ایک مرد جدید سے جماع کرواتی جاسے اور طلاق لیتی جاسے اگر ان چار پانچ ہی مردون سے باری باری نکاح کریگی تو صورت دورکی ہوگی اور اگر ہر ایک مرد جدید سے نکاح کریگی تو بعید نہین کہ ایک دن مین سو مردون سے بلکہ زیادہ سے مجامعت کروانیکی نوبت پہونچی چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہے ولو نکح معتدۃ منہ بائن وطلق قبل الوطی فعلیہ مہر تام وعلیہا عدۃ مستقلہ ہذا عند ابیحنیفۃ وابی یوسف فان اثر الوطی فی النکاح باق وھو العدۃ فصار کان الوطی حاصل فی ھذا النکاح وعند محمد یجب علیہ نصف مہر وعلیہا اتمام العدۃ الاولی فتنقضی عدۃ الطلاق الثانی لان الزوج طلقہا قبل الوطی فیہ وعند زفر لاعدۃ علیہا اصلا لان العدۃ الاولی سقطت بالتزوج ولم تجب بالنکاح الثانی بدلیل یعنی اگر نکاح کرے کوئی عدہ باین پانے والی اپنے سے اور طلاق دیوے

پہلے وطی کی تو بہا اوس مرد پر مہر ہے تمام اور اوس عورت پر عدہ مستقل ہے یعنی تمام
عدہ پورا اسکے نزدیک ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے یہی اسواسطے کہ اثر وطی کا نکاح مین باقی
ہی اور وہ عدہ ہے پس ہوگیا گویا وطی حاصل ہے اس نکاح مین اور نزدیک محمد کے
واجب ہے اوس مرد پر نصف مہر اور اوس عورت پر تمام کرنا عدہ پہلے کا فقط اور نہین
ہے عدہ واسطے طلاق ثانی کے اسواسطے کہ شوہر نے طلاق دی ہے اوس عورت
کو پہلے وطی کے اوسمین اور نزدیک زفر کی نہین عدہ اوس عورت پر ہرگز اسواسطے
کہ عدہ پہلا گر گیا ساتھہ نکاح کرنیکے اور نہ واجب ہوا ساتھہ نکاح دوسرے کے
ساتھہ دلیل محمد کے انتہا اور جب عدہ بالکل واجب نہوا تو عورت اگر چاہے تو اور
کسی سے نکاح کرے اور جب اوس سے بھی یہی معاملہ پیش آئ تو تیسرے مرد سے
نکاح کرلے وعلی ہذا القیاس جہان تک چلے فقال الاشعری معلوم نہین
کہ آپ کونسے متعہ کی عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہین اگر اول کے ہین تو یہہ امر
جمیع شرایع مین بالبداہتہ حرام ہے اقول ہم اوس متعہ کے عدم جواز کے ثبوت
کی طالب ہین جسکا جواز ہم ابھی اہل سنت کے کتابون سے ثابت کر کے آئی ہین
لیکن اوس دلیل سے کہ مسلم فریقین ہو اور قسم اول کو ہم تو درست نہین جانتے ہین
لیکن تمہارے مذہب کے موافق وہ قسم نکاح دائمی مین جاری ہو سکتے ہے جیسا کہ ہم ابھی
لکھہ چکے ہین قال الاشعری اور اگر آپ ثانی کے طالب ہین تو استبصار
اور تہذیب جواب کے کتب اربعہ سے ہین ملاحظہ فرمائے کہ اوسمین یہہ حدیث
موجود ہے و اھوا ھذا حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لحوم
الحمر الاھلیہ و نکاح المتعہ یعنے حرام کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلم نے گوشت خمر اہلیہ کا اور نکاح متعہ کا اقول استبصار اور تہذیب مین یہہ
روایت اس طرح سے نہین ہے اور اس روایت مین خیانت کرکے لکھدیا ہے کہ
حرم رسول اللہ لحوم الحمر الاھلیہ و نکاح المتعۃ اور حال یہہ ہے کہ یہہ
روایت اسطرح سے نہین ہے اور نہ صاحب کتاب نے مثل اور روائتون کے
اوسکو داخل کتاب کیا ہے بلکہ اوس روایت کی اطلاع کی ہے اور اوسکا حال ظاہر
کیا ہے اسطرح سے کہ و اما ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی المکتی بابی
جعفر عن ابی الجوزاء عن الحسین بن علوان عن عمرو بن الخالد عن
زید بن علی عن ابائہ عن علی علیہ السلام قال حرم رسول صلی اللہ
علیہ و الہ یوم خیبر لحوم الحمر الاھلیۃ و نکاح المتعۃ فان ھذہ
الروایۃ وردت مورد التقیۃ یعنی اور لیکن جو کہ روایت کیا ہے محمد بن
احمد نے اور فلانے اور زید بن علی سے یہان تک کہ علی علیہ السلام
سے کہ فرمایا کہ حرام کیا ہے رسولخدا صلعم نے بروز خیبر گوشت خر اہلی کا اور نکاح
متعہ کا یہہ روایت وارد ہوئی ہے مقام تقیہ مین انتہی اس روایت مین یہہ خیانت
کی کہ یوم خیبر کی لفظ کو محذوف کیا تاکہ اہل سنت کی روایت نہ ٹھہرے اور لفظ تقیہ کا
محذوف کیا تاکہ جواب سے یہہ روایت خالی ہوجاوے سو صاحب استبصار اور
تہذیب نے اسطرح سے اس روایت کو لکھا ہے نہ یہہ کہ داخل کتاب کیا ہو اور
نہ جس طرح سے کہ تم کہتے ہو کہ جس سے گمان ہوجاوے بروز خیبر حرام کردینے کا سو
یہہ روایت بروز خیبر حرام کردینی کی اہل سنت کی ہے اور شیعہ تو اس روایت کو
موضوع اور دروغ جانتے ہین اور صاحب استبصار نے مثل اور روایات

جواز کے اس روایت کو داخل کتاب نہین کیا ہے بلکہ اس روایت کی طرف کہ کسی سے سنی ہوگی یا کہین دیکھی ہوگی اشارہ کرکے لکھتے ہین کہ فلانی روایت جو فلانے اور فلانے نے بیان کرتے ہین وہ روایت تقیہ کی ہے اور کیونکر داخل کتاب کرتے کہ وہ تو پہلے ہی اس روایت سے بیزار ہین کہ برابر روائتین جوازکی بیان کرتے چلے جاتے ہین اور سوا اسکے یہہ ہے کہ بعضی راوی بھی اسکے حضرت عمر کے مریدون مین سے ہین کہ جیسے حسین ابن علوان کہ نقاد الرجال مین اسکا سنّی ہونا لکھا ہے اور اہل سنت کے نزدیک بھی معتبر نہین ہے چنانچہ ذہبی سنّی نے مغنی مین اوسکو ہالک اور متروک لکھا ہے اور باوجود اسکے وہ روایت تقیہ کی کیونکر معارض ہو سکتی ہے روایات متفق علیہا طرفین کی کہ حضرت نے فرمایا کہ لو لا نہی عمر عن المتعہ مازنی الا شقی چنانچہ کتب معتمدہ اہل سنت مین مثل نہایہ ابن اثیر اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر درمنشور اور تفسیر محمد بن حریر طبری اور تفسیر قرطبی اور کنز العمال وغیرہ کے لکھا ہے اور اگر ہم سب امور سے قطع نظر کرین اور روایت استبصار کو تسلیم کرین تو بھی مطلب مخالف کا اس سے نہین ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ کو متعہ حرام ہوا اسواسطے کہ اکثر روایات اہل سنت دلالت کرتے ہین اس امر پر کہ رسولخدا صلعم نے بروز فتح مکہ اور حجۃ الوداع متعہ کو بحکم خدا حلال اور مباح فرمایا ہے چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ مین لکھا ہے اور یہہ دونون جنگ خیبر کے بعد ہین اسصورت مین حرمت متعہ خیبر کے روز کی بیکار ہے جسوقت کہ بعد خیبر کے مباح ہوا ہوا اور اوسکے بعد حرام ہونیکی کوئی روایت نہین ہے اب تبلاؤ کہ روایت استبصار اور تہذیب نے تمکو کیا فائدہ بخشا قال الاشعری جناب میر صاحب آپ اپنے مذہب کے کس کس بات کی عدم جواز کا ثبوت طلب کیجیگا

قول جو کچھہ ہمارے مذہب مین ہے وہ سب قران و حدیث سے ثابت ہے اب ہمکو کیا
ضرور ہے کہ تمسے کسی چیز کی عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہون اور اگر کسی امر کے عدم جواز
کے جو طالب ہوئے تھے تو تمسے ثابت ہو سکا اور اگر کسی اور امر کے عدم جواز کی ہم ثبوت کے آپسے
طالب ہونگے تو وہ بھی آپسے ثابت نہو سکیگا اور آپ ہی اولٹا الزام کھاینگے اور
جیسا کہ آپنے عدم جواز متعہ پیش کیا ہے ایسا ہی آپ اور امر کو بھی پیش کرینگے اور
ثبوت اسکو کہتے ہین کہ جو ہمنے متعہ کے جواز کو اہل سنت کے کتابون سے ثابت کیا ہے
اور آپنی بڑی تلاش سے ایک روایت استبصار و تہذیب کے کہ خارج از مطلب ہے
بیان کی جس سے تمہارا دعوی ثابت نہوا چنانچہ ہم لکھہ چکے قال الاشعری ملاحظہ
کیجے استبصار کو کہ جو منجملہ کتب اربعہ کی ہے اور معتمد علیہ طایفہ سے ہے اور اسمین لکہا ہے
عاریت دینا فرج کا روا ہے آپ کیون متعہ کے جواز مین کاوش کرتے ہین یہہ
علاوہ اسکے دو وا ور غلط موجود ہے اقول استبصار مین ہرگز یہہ روایت نہین ہے
اور استبصار مین یہہ روایت تھی تو اُس روایت کو آپنے لکھا ہوتا اب لوگونکا اور جھوٹ
پر ہے اور جھوٹ ہی سے آپکے مذہب کی حفاظت ہے مولوی عبد العزیز صاحب
نے بہت افترے شیعون پر کرکے تحفہ مین لکھی ہین ازان جملہ ایک یہہ بھی ہے
و علماء امامیہ کا تو اُسکی عدم جواز پر اجتماع ہے کہ یہہ جایز نہین ہے آپ کہانسے
جھوٹی روایت بنا کر حوالہ استبصار کا دیا چنانچہ شرایع الاسلام مین لکہا ہے
لا ما استعارتها ای الجاریة للاستمتاع نفیہ جایز بالاجماع یعنی
مگر کہین عاریت لینا اُسکا یعنی کنیز کا واسطے فایدہ اوٹھانیکی بس غیر جایز ہے باجماع
جمیع علماء اور دوسری جگہہ لکہا ہے ولا یستباح وطی الامه بالعاریة لیکن

کرخی کے نزدیک کہ فقہاے اہل سنت مین سے ہے نکاح کرنا بلفظ عاریت جایز ہے چنانچہ
شرع کنز مین لکھا ہے ولا ینعقد النکاح بلفظ الاجارۃ والاعارۃ فی
الصحیح خلافا للکرخی قال الاشعری اور صاحب حلیۃ المتقین نے لکھا
کہ بوسہ لینا فرج کا درست ہے ہم اسکے جواز اور عدم جواز مین کلام نہین کرتے
مگر اتنا ضرور کہتے ہین کہ آپکے اکابر نے کیا اچھی بوسہ گاہ تجویز کی ہے قول ہمارے اکابر
کا بوسہ لینے کی تاکید نہین کی ہے کہ خواہ مخواہ بوسہ لیا کرو اور کہنا ضرور ہے کہ جو چیز
ہو وہ ہمیشہ عمل مین آیا ہے کرے ابو حنیفہ کے نزدیک غیر کا ذکر اور فرج چہونے سے وضو نہین
ٹوٹتا ہے چنانچہ کتاب اختلاف الایمہ رحمتہ للامہ مین لکھا ہے لا ینقض وضو
الماس والممسوس علی کل حال۔ پس چاہیے کہ غیر کا ذکر اور فرج ہمیشہ چہوا
کرتے ہون اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہہ ہے کہ اگر حالت نماز مین اپنی زوجہ کی فرج کو
دیکہے تو نماز مین کچہہ خلل نہین چنانچہ فتاوی قاضی مین لکھا ہے ولو نظر الی فرج
امراتہ التی طلقہا طلاقا قد جعلا بصیر مراجعا ولا تفسد صلوۃ فی الوجہ
کلہا فی قول ابی حنیفہ اسصورت مین چاہیئے کہ ہمیشہ حالت نماز مین
اپنی عورت کی فرج کو دیکہا ہی کرے اور مراد جواز بوسہ لینے فرج سے یہہ نہین
کہ ہمیشہ اسکے بوسہ ہی لیا کرے بلکہ مراد یہہ ہے کہ اگر اتفاق ہو جاے تو مضایقہ نہین
اور اصل اسکی یہہ ہے کہ خلوت مین ہنگام اختلاط اکثر امور اضطرار یہہ عمل مین
کرتے ہین اور مطلوب عورت سے استلذاذ ہوتا ہے اور اسیواسطے وہ ہوتی بھی ہے اگر اس
حالت مین فرج کا بوسہ لیا تو اسمین کیا قباحت ہے اور اگر فرج کے بوسہ لینے مین احتمال
کے مونہہ مین آ جانیکا ہے تو امام شافعی کے نزدیک تو منی پاک ہے اور اگر احتمال پیشاب

کے قطرے کے موںہہ مین آجانیکا ہے تو پیشاب سے تو قران کے آیت کا لکھنا واسطے شفا کے
ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور موںہہ کی توقیر قران کی آیت سے زیادہ نہین ہے
سوا اسکے یہہ ہے کہ اہلسنت کے مذہب مین اگر بوسہ لینے کا حکم نہین ہے تو کسی کتاب مین ممنوع بھی نہین
لکھا ہے اور اصل شفا مین آیا ہے جب قال الاشعری اور کلینی نے لکھا ہے کہ عورت کو برہنہ
کرکے اوسکے ستر کو دیکھین بہتر اس سے لذت نہین ہے **اقول** یہہ قول پہلے قول سے بھی بدتر ہے
ملا زن حلیلہ کو برہنہ کرکے اُسکے ستر کے دیکھنے مین کیا قباحت ہے جسوقت کہ دیکھنا اُسکا مباح
اور پہلے قول مین ہم لکھہ چکے ہین فتاوی قاضی خان سے کہ اگر حالت نماز مین اپنی زوجہ
کے ستر کو دیکھی تو نماز باطل نہین ہوتی اور اہلسنت کے مذہب مین بھی نظر کرنی طرف فرج عورت کے
مباح ہے چنانچہ کتاب اختلاف الائمہ رحمۃ اللامہ مین لکھا ہے ولاصح من مذہب الشافعی
جواز النظر الی فرج الزوجۃ والامۃ وعکسہ وبذلک قال مالک وابو حنیفہ
اور اہلسنت کے مذہب مین تو اجنبی کے ستر کو دیکھنا مباح لکھا ہے جسوقت کہ وہ اجنبی حمامی ہو
چنانچہ جامع الرموز مین لکھا ہے کہ کان ابو حنیفۃ یری لصاحب الحمام ان ینظر
الی العورۃ اب طعن کرنا تمہارا شیعون پر بیجا ہے کہ تمہارے مذہب مین اوس سے
زیادہ ہے قال الاشعری اور ارشاد الاذہان مین لکھا ہے کہ ام الولد کا مباح کردینا
بھی پر منع نہین ہے **اقول** معلوم نہین کہ مباح کردینے سے کیا مراد ہے اُسکی تحلیل مراد ہے
یا تزویج اُسکی غیر کے ساتھ مراد ہے تحلیل کا ذکر تو بعد اسکے آئیگا اور اگر مباح کردینے سے اُسکی
تزویج مراد ہے تو یہہ اہلسنت کے نزدیک بھی جائز ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے اذا ولدت
الامۃ من مولاہا صارت ام ولد یعنی جسوقت جنی لونڈی آقا اپنے سے تو
ہوجاتی ہے ام ولد اور بعد اُسکے تہوڑے سے فاصلہ سے لکھا ہے کہ وله وطیہا و

استجلا صہا واجا رتہا وتزبیہا یعنی اور واسطے اُس مولا کے بہ وطی اوس ام
ولد کے اور خدمت لینی اوس سے اوراجارہ آسکا اور نکاح مین دینا اُسکا قال الاشعری
او روافی نے اصول سے نقل کیا ہے کہ مسمع نی سوال کیا حضرت امام کاظم علیہ السلام
سے کہ نماز پڑہتا ہون در حالت نماز مین لونڈی سامنے سی نکل جاتی اور بسا اوقات
اسکو مین اپنی اغوش مین کہینچ لیتا ہون اور اپنے بدن سے لپٹا لیتا ہون امام صاحب نے فرمایا کہ
یعنی کہٹک کرے جاوے کچہہ خوف و ڈر نہین اقول پہلے آدمی کلام کو سمجہے اور دریافت کرے کہ مر
امن سے حضرت کی کیا ہے تب گفتگو کرے اور بدون سمجہے کلام کی اپنی طرف سے بیجا گفتگو کرے اور
افترا پردازی مین اپنی آقا کو بسر کرے بیچارے رابمنا فرہ سے بہت بعید ہے انکو خبر بہی ہے
کہ روایت مین لفظ جاریہ کا واقع ہوا ہے اور مراد اُس سے لونڈی نہین ہے بلکہ لڑکی صغیرہ مراد ہے کہ جاریہ
کلام عرب مین لڑکی صغیرہ کم سن کو بہی کہتے ہین جیسے کہ طفل صغیر کو غلام کہتے ہین اور وہ روایت
یہہ ہے عن مسمع قال سالت ابا الحسن علیہ السلام فقلت اکون اصلی فتمر بی الجاریہ
فربما ضممتها الی قال لاباس یعنی مسمع سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ سوال کیا مینے
ابو الحسن سے یعنی امام موسی کاظم علیہ السلام سے پس کہا مینے کہ نماز پڑہتا ہون مین تو پس گذرتی
ہے میرے پاس ہو کر لڑکی پس بسا اوقات لپٹا لیتا ہون مین اُسکو طرف آپنے گود مین لیتا
ہون فرمایا کہ کچہہ مضایقہ نہین ہے اور اسی طرح اہلسنت کے کتب صحاح مین لکہا ہے کہ جناب
رسولخدا نماز پڑہتے تہے اور امامہ دختر زینب بنت رسولخدا صلعم کو گودی مین لئے ہوئے تہے
جب سجدہ مین جاتے تو اوس لڑکی کو اوتار دیتے تہے اور جب کہڑے ہوتے تو پہر اُسکو
لے لیتے تہے اور ایسے ہی جامع الاصول مین لکہا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یصلی وہو حامل امامۃ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ